انسانی نشوونما

(Human Development)

انسان بھی کائنات میں موجود تمام زندہ اشیا کی طرح نشوونما کے مراحل سے گزرتا ہے۔نشوونما کا یہ عمل زندگی کے آغاز سے لے کر پیدائش اور پیدائش کے بعد سے طفولیت، بچپن، بلوغت، پختگی اور بڑھاپے تک کا ایک مسلسل عمل ہے۔انسانی نشوونما سے مراد وہ تمام تغیرات اور تبدیلیاں ہیں جو کسی فرد میں زندگی کے آغاز سے لے کر انجام تک رونما ہوتی رہتی ہیں۔

بچوں کی نشوونما کا سلسلہ پیدائش سے شروع ہو کر تمام عمر جاری رہتا ہے۔نشوونما کا مطلب وہ تمام تبدیلیاں ہیں جو کسی فرد میں اس عرصے کے دوران رونما ہوتی ہیں یعنی نشوونما ان تمام جسمانی، ذہنی، معاشرتی اور جذباتی تبدیلیوں کا باضابطہ مطالعہ ہے جو افراد میں تجربوں، حادثوں، تعلیم و تربیت وغیرہ کے نتیجہ میں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ بچوں کا تخیل، کردار اور شخصیت ان تبدیلیوں سے مختلف انداز سے متاثر ہوتی ہے۔والدین اور معلمین کے لیے ان تمام تبدیلیوں کا علم بہت مفید اور ضروری ہے۔

اینڈرسن (Anderson) کے نزدیک نشوونما ایک ایسا عمل ہے جس میں جسمانی بناوٹ کی انچوں کے اعتبار سے بڑھوتری ہی کو نہیں دیکھا جاتا یا اسے قابلیت میں مقداری تبدیلی ہی کا نام نہیں دیا جاتا بلکہ یہ ایک پیچیدہ اور مربوط عمل ہے جس میں بہت سی بناوٹوں اور ان کے اعمال و افعال کو ایک دوسرے کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی ایک درجے میں واقع ہونے والی ہر تبدیلی، گزشتہ مدارج میں وقوع پذیر تبدیلیوں کی بنیاد پر واقع ہوتی ہے اور مستقبل میں واقع ہونے والی تمام تبدیلیوں کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے۔

نشوونما ایک وسیع اصطلاح ہے جو تبدیلی کے ان تمام عوامل پر مشتمل ہے جن سے فرد کی تمام خوبیاں جنم لیتی اور ابھرتی ہیں اور نئی قابلیتوں اور عادات و اطوار کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان میں عموماً بالیدگی، بلوغت، تعلیم اور تحصیل علم جیسے عناصر بہت اہم ہیں جن کو پلٹ کر ابتدائی اور گزشتہ صورتوں میں نہیں لوٹایا جاسکتا مثلاً جسمانی بالیدگی میں اگر بچپن کا مرحلہ گزر جائے تو پھر سے بلوغت کو بچپن کے مرحلے کی طرف لے جانا ناممکن ہے۔نشوونما کی ایسی ہی مثالیں فرد کی تعلیم اور انسانی عادات و اطوار میں بھی پیش کی جاسکتی ہیں، کسی فرد میں ایک عادت کو پیدا کر کے اور اسے اس کی شخصیت کا حصہ بنا کر پھر سے اس فرد کو دوبارہ اس ابتدائی حالت میں نہیں لایا جاسکتا جبکہ وہ عادت اس کی شخصیت کا حصہ نہیں تھی۔لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ پیدائش سے لے کر موت تک زندگی کے مختلف ادوار میں جو تغیرات اور تبدیلیاں کسی فرد میں رونما ہوتی ہیں، انھیں نشوونما کا نام دیا جاتا ہے۔یہ تبدیلیاں مثبت اور منفی دونوں قسم کی ہوسکتی ہیں۔

بالیدگی اور نشوونما (Growth and Development)

نشوونما سے مراد ایسے تمام تغیرات ہیں جو کسی فرد میں جسمانی، ذہنی، معاشرتی اور جذباتی لحاظ سے رونما ہوتے ہیں۔ دراصل یہ تمام تغیرات مقداری ہونے کے ساتھ ساتھ اوصافی بھی ہوتے ہیں اور افراد میں اوصافی تبدیلیاں لاتے ہیں۔ اگر یہ تبدیلیاں ذہنی ہوں تو اسے ذہنی نشوونما کہتے ہیں اور اگر معاشرتی ہوں تو یہ معاشرتی نشوونما کہلاتی ہیں۔ اگر ان کا تعلق انسان کے جذبات سے ہو تو

اسے جذباتی نشوونما کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر طاقت اور مضبوطی کے لحاظ سے جسمانی تبدیلیاں پیدا ہوں تو ان کا شمار جسمانی نشوونما کے زمرے میں کیا جاتا ہے۔

انسان اور انسانی شخصیت کو سمجھنے کے لیے اس کی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشوونما کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس مطالعے کے بغیر ہم انسان کی فطرت کو نہیں سمجھ سکتے۔ نشوونما کی ان اقسام کو سمجھنے کے لیے پہلے 'بالیدگی' اور 'نمو' کے تصورات کے باہمی فرق کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

بالیدگی یا افزائش سے مراد جسم کا بڑھنا، قد اور وزن میں فرق آنا، مختلف اعضا، سر، پاؤں، دل، دماغ وغیرہ کا بڑھنا ہے۔ نشوونما سے مراد یہ ہے کہ جسم کے مختلف اعضا کس طرح سے اپنے وظائف سرانجام دیتے ہیں اور کس طرح ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ پختگی (Maturation) سے مراد وہ منزل لی جاتی ہے کہ کوئی عضو یہ کب کسی جبلی یا اکتسابی فعل کو کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ''بالیدگی'' اور ''نشوونما'' کے فرق کو سمجھنے کے لیے دونوں اصطلاحوں کا تفصیلی مطالعہ ضروری ہے۔

بالیدگی (Growth)

بالیدگی سے مراد انسان کی لمبائی، چوڑائی اور وزن میں ایسا اضافہ ہے، جس کو پیمائش کے ذریعے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر انجام تک خوراک کا استعمال کرتا ہے جو اس کا جزو بدن بنتی ہے۔ اس کے نتیجے میں جسم میں خلیوں کی تعداد بڑھتی ہے۔ نئے خلیے پرانے خلیوں کی جگہ لیتے ہیں اور ان تمام تبدیلیوں کی وجہ سے جسم کا ڈھانچہ مضبوط اور وزن، حجم اور قد و قامت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا انسانی جسم یا اس کے کسی بھی حصے میں ہونے والی مقداری تبدیلیوں کو ''بالیدگی'' کا نام دیا جاتا ہے، یعنی بالیدگی سے مراد کسی بھی بچے کی جسمانی بڑھوتری ہے جسے ہم ناپ یا تول سکتے ہیں، مثلاً ہم قد یا وزن معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ بڑھوتری فرد کے پورے جسم میں واقع ہوتی ہے۔

نشوونما (Development)

نشوونما سے مراد شکل و صورت اور جسامت میں وہ تبدیلیاں ہیں جو کام کرنے کی صلاحیتوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ بالیدگی کی بنا پر انسانی جسم میں کئی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جن کی وجہ سے جسمانی افعال میں نمایاں فرق آتا ہے۔ جسمانی افعال میں ہونے والی ان تبدیلیوں کو ''نمو'' کہا جاتا ہے، مثلاً جب ٹانگوں کی ہڈیاں اور عضلات مضبوط ہوتے ہیں تو بچے رینگنا شروع کر دیتے ہیں۔ جسم میں ہونے والی ان تبدیلیوں میں جب مزید اضافہ ہوتا ہے تو بچے پہلے کھڑا ہونا اور پھر چلنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے اعضا پر قابو پا کر ان سے مختلف قسم کے کام لینا سیکھ لیتے ہیں۔ اس لیے جسم کے کسی بھی حصے کے افعال یا وظائف میں رونما ہونے والی تبدیلی کو نمو کہا جاتا ہے۔

نشوونما میں کارفرما عوامل

بچے کی نشوونما میں دو عوامل، یعنی توارث اور ماحول اس کی شخصیت کے تعین میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان دونوں کو جدا کرنا، یہ کہنا کہ فلاں قسم کی نشوونما توارث کے باعث ہے یا ماحول کے سبب ہے بڑا مشکل ہے۔ یہ فیصلہ کرنا کہ کون سی تبدیلی ماحول کے سبب ہے اور کون سی توارث کی وجہ سے، بہت دشوار ہے۔ ان دونوں عوامل کی حدود طے کرنا ماہرین کے لیے ابھی تک ایک مسئلہ ہے۔ لہٰذا دونوں عوامل کی تفصیل اور ان کے باہمی تعلق کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

توارث (Heredity)

توارث سے مراد کسی فرد میں موجود ایسی تمام خوبیاں یا خامیاں ہیں جو وہ اپنے والدین اور آباؤاجداد سے پیدائشی طور پر حاصل کرتا ہے۔

توارث سے مراد وہ خصوصیات اور اثرات ہیں جو والدین کے تخم حیاتیہ (Germ Plasm) کے ذریعے اولاد میں منتقل ہوتی ہیں۔ یہ خصوصیات نہ صرف والدین سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ ان کے بھی آباؤاجداد سے تعلق رکھنے والی خصوصیات کے طویل سلسلے کی ایک کڑی ہوتی ہیں اور یوں توارث کا تعلق پچھلی کئی نسلوں تک چلا جاتا ہے۔

ایک انسانی تخمی خلیہ میں 23 جوڑے ہوتے ہیں اور ہر جوڑے میں ان گنت جینز (Genes) ہوتے ہیں۔ یہ جینز ہی وہ اکائیاں ہیں جو والدین کے توارث کی خصوصیات کی حامل ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے والدین سے تمام تر طبعی خصوصیات اولاد میں منتقل ہوتی ہیں، یہ جینز ہی بعض موروثی بیماریوں کو اولاد میں منتقل کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔

انسانی خصوصیات مثلاً قد وقامت، جلد، آنکھوں اور بالوں کا رنگ، سر کی جسامت اور ہڈیوں کی ساخت وغیرہ سب توارثی صفات ہیں۔ سیکھنے اور کام کرنے کی رفتار بھی توارث ہی کا نتیجہ ہے۔ تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ذہین والدین کے بچے ذہین، متوسط ذہانت کے والدین کے بچے متوسط اور کند ذہن والدین کے بچے کند ذہن ہوتے ہیں۔ لیکن شاذ و نادر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اعلیٰ ذہانت رکھنے والے والدین کے ہاں ادنیٰ اور ادنیٰ ذہانت والے والدین کے ہاں اعلیٰ ذہانت والے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

بچے کی نشوونما اور بالیدگی کے وراثتی اصول

یہ کہنا اسی طرح لاحاصل ہے کہ کسی خاندان کے تمام بچے ایک ہی طرح کے ہوں گے جس طرح یہ کہنا کہ کسی خاندان میں والدین سے بچوں کو کوئی وصف منتقل نہیں ہوا۔ دراصل ماہرین نفسیات نے ان خصوصیات کو متعین کرنے کے لیے تین قسم کے عمومی توارثی اصول وضع کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

i- اصول مشابہت ii- اصول غیر مشابہت iii- اصول مراجعت

i- اصول مشابہت

اس اصول کی بنیاد یہ ہے کہ مشابہ چیزوں سے مشابہ چیزیں جنم لیتی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بچے کئی لحاظ سے اپنی ہی عمر اور نسل کے بچوں کی نسبت اپنے والدین سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ عام طور پر ذہین والدین کے بچے ذہین، متوسط والدین کے بچے متوسط اور کند ذہن والدین کے بچے کند ذہن ہوتے ہیں۔ والدین کی اکتسابی لیاقتیں نسل در نسل منتقل نہیں ہوتیں کیونکہ تخمی خلیے ان ماحولی اثرات سے متاثر نہیں ہوتے۔

ii- اصول غیر مشابہت

اس اصول کی بنیاد یہ ہے کہ مشابہ چیزوں سے غیر مشابہ چیزیں بھی جنم لے سکتی ہیں۔ یعنی یہ اصول اس تغیر کی وضاحت کرتا ہے کہ ایک ہی والدین کے بچے ذہانت، قد وقامت اور مزاج وغیرہ میں ایک دوسرے سے مختلف کیوں ہوتے ہیں اور ان کے بچوں کی بعض خصوصیات میں واضح فرق کیوں ہوتا ہے۔ اگرچہ ان بچوں کی زیادہ تر خصوصیات اپنے والدین کی متوسط خصوصیات کے گرد گھومتی ہیں لیکن ان کی بعض خصوصیات کا تعین ان کے والدین کے تخمی خلیوں کے ملاپ اور ان کی خصوصیات سے ہوتا ہے۔ اس طرح بعض اوقات یہ ہوتا

ہے کہ ذہین والدین کے ہاں کچھ کم ذہین بچے پیدا ہو جاتے ہیں اور اسی طرح متوسط والدین کے ہاں ذہین بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔

iii- اصول مراجعت

اس اصول کے مطابق انسانی بالیدگی ونشوونما کا رخ "انتہا" سے "وسط" کی جانب ہوتا ہے۔ یعنی غیر معمولی والدین کے بچے اپنے والدین کی نسبت کم غیر معمولی ہوتے ہیں۔ اصول یہ ہے کہ اپنے والدین کی نسبت اولاد متوسط اوصاف کی مالک ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر، بجز چند مستثنیات، یہ اولاد نہ تو نشوونما کے درمیانے مقام سے نیچے گرتی ہے اور نہ ہی بہت اوپر جاتی ہے۔ مثال کے طور پر فطین والدین کے بچے اپنے والدین کی نسبت فطانت کی کم سطح پر ہوتے ہیں لیکن کم ذہین والدین کی اولاد نسبتاً متوسط ذہانت رکھتی ہے۔

نشوونما کی 'انتہا' سے 'وسط' کی طرف اس مراجعت کی دو وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ بچے میں غیر معمولی اوصاف اپنے والدین کے تخمی خلیوں کے بہترین ملاپ کے عکاس ہوتے ہیں لیکن مجموعی طور پر وہ جن تخمی خلیوں کے حامل ہوتے ہیں وہ ان خلیوں سے جن سے وہ خود پروان چڑھے تھے، قدرے کم ہوتے ہیں یا ممکن ہے کہ والدین میں سے ایک دوسرے کی طرح غیر معمولی نہ ہوں اور وہ ایسے تخمی خلیے توارث میں نہ لایا ہو جو نئی زندگی کی تخلیق میں بہترین ملاپ کے حامل بن سکیں۔ نئی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مجموعی طور پر کند ذہن والدین کے بچے ان کی نسبت قدرے کم کند ذہن ہوتے ہیں یعنی ان کی نشوونما انتہائی سطح سے تھوڑی سی اوپر کی طرف وسطی مقام ہی کی طرف ہوتی ہے۔

بچوں میں والدین کی مشابہت

ہر بچہ اپنے والدین ہی سے توارث کی صفات حاصل کرتا ہے۔ اس کی شکل وصورت اور دیگر خصوصیات عموماً اپنے والدین سے مشابہ ہوتی ہیں۔ یہ بات بہت حد تک درست ہے مگر بعض اوقات ایسے نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ توارث کا دارومدار جینز (Genes) اور ان کے آپس میں ملنے کی ترتیب پر ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہر بچے کو جینز اپنے والدین سے ہی ملتے ہیں لیکن ان کی ترتیب کیا ہوتی ہے، یہ کوئی نہیں جانتا، لہٰذا ایک والدین کے ہاں پیدا ہونے والی اولاد میں سے کسی بچے کی صورت میں ایک قسم کے جینز کا زیادہ اثر ہوتا ہے تو دوسرے کی صورت میں کسی اور قسم کے اور تیسرے کی صورت میں تیسری قسم کے جینز کا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ الگ الگ صفات کے حامل جینز کے باہم ملنے کی وجہ سے ہی ایک والدین کے ہاں پیدا ہونے والے بچے نہ صرف آپس میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات وہ والدین سے بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔ ان جینز میں موجود توارث کے اثرات کی بدولت بچے والدین کا سا جسم، جسمانی ساخت، قد وقامت، چال ڈھال، رنگت، خدوخال اور ذہنی صفات وغیرہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ ایسی صفات ہیں جن پر ماحول کا نہیں بلکہ توارث کا اثر ہوتا ہے۔

ماحول(Environment)

ماحول کے اثرات دراصل کسی فرد کی ذات میں تغیرات لانے والے ایسے اثرات ہیں جو باروار خلیہ بننے کے بعد اس پر خارجی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک پودے کے پیدا ہونے اور اس کی نشوونما پر آب وہوا، کھاد اور پانی وغیرہ وہ اثرات ہیں جو اس پر خارجی طور پڑتے ہیں۔ اس لیے ان کو ماحول کا نام دیا جاتا ہے۔ ماحول بچوں کی شخصیت پر بہت اہم اور بنیادی اثرات ڈالتا ہے۔ بچوں کی بے شمار دلچسپیاں، قسم قسم کی عادتیں اور عجیب وغریب انداز فکر ان کے ماحول کے باعث ہی ہوتے ہیں۔ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو بھی اس پر پڑنے والے جملہ اثرات ماحول کے اثرات کہلاتے ہیں۔ مثلاً ماں کی بیماری، خوشی، خوراک، آرام اور ماحول کے

ایسے عوامل ہیں جو پیدا ہونے والے بچے کی شخصیت پر اثر ڈالتے ہیں۔لیکن ماحول کے نمایاں اثرات بچے کی پیدائش کے بعد ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ پیدائش کے بعد ہم ان اثرات کو مشاہدات یا اور طریقوں سے دیکھ سکتے ہیں۔

بچہ پیدائش کے بعد اپنے گھر، ماحول یعنی والدین کی زبان، ان کا لب ولہجہ، مذہب، جذباتی اثرات، دلچسپیاں، رویے، پسند نا پسند، ثقافت، لباس، عادات واطوار اور دیگر بہت سے شخصی اوصاف اپناتا ہے۔گھریلو ماحول سے وہ محلے میں نکلتا ہے، مختلف گھرانوں کے بچوں سے مل کر کھیلتا ہے، ان سے وہ بہت سے اثرات قبول کرتا ہے۔ پھر وہ سکول جاتا ہے جہاں اس کے اپنے محلے کے علاوہ دوسرے محلوں کے بچے بھی موجود ہوتے ہیں۔علاوہ ازیں وہاں اُستاد بھی موجود ہوتا ہے لہٰذا وہ اس ماحول یعنی تعلیم، کتب، اساتذہ اور ہم جماعت ساتھیوں سے بہت کچھ سیکھتا ہے اور حاصل کرتا ہے۔ ماحول کے اثرات انسان کی کایا پلٹ دیتے ہیں۔ واٹسن (Watson) کہتا ہے کہ آپ بچے کو میرے حوالے کریں آپ جو چاہیں گے اس کو وہ بنادوں گا۔گویا وہ بچے کو بگاڑنے اور بنانے کا ذمہ دار ماحول کو ٹھہراتا ہے۔اسلام نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ بچہ اسلام کی فطرت پر معصوم پیدا ہوتا ہے۔والدین یا معاشرہ یعنی ماحول اس کو یہودی یا عیسائی بنادیتے ہیں۔یہ ماحول کے اثر کی واضح دلیل ہے۔

ماحول کے ذریعے انسان مختلف قسم کے تجربات کو اپنی شخصیت کا جزو بناتا ہے اور اپنی عمر کے آخری لمحات تک ان کو وسعت دیتا رہتا ہے۔عمدہ تعلیم وتربیت کے لیے موافق ماحول نہایت ضروری ہے۔یہ ایسی قوت ہے جو یہ فیصلہ کرتی ہے کہ ایک شخص کی استعداد یا فطری صلاحیتیں کس حد تک بڑھ سکتی ہیں۔دنیا میں جتنی بھی نامور ہستیاں پیدا ہوئی ہیں، اگر انہیں موافق ماحول میسر نہ آتا تو آج دنیا ان کے کمالات سے محروم رہتی مثلاً قائدِ اعظمؒ، علامہ اقبالؒ، امام غزالیؒ، ابنِ خلدون، آئن سٹائن وغیرہ کی کامیابیوں میں ماحول کے اثرات بہت نمایاں تھے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ عمدہ سے عمدہ ماحول بھی کسی بے وقوف کو عقل مند نہیں بنا سکتا لیکن تعلیم وتربیت، عمدہ غذا اور حفظانِ صحت کے اصول اور دیگر حالات بچوں کی نشوونما پر گہرا اثر ڈالتے ہیں مثلاً ایک اعلیٰ ذہانت کا بچہ اگر ایسے ماحول میں آنکھ کھولتا ہے جہاں غربت ہے، والدین ان پڑھ ہیں، اسے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع بھی نہیں ملتے تو اس بچے کی ذہانت کیسے پھلے پھولے گی؟ اسی طرح ایک کند ذہن بچے کو اگر ایسا تعلیمی ماحول دیا جائے جہاں اعلیٰ قابلیت کے حامل اساتذہ پڑھاتے ہوں پھر بھی وہ نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔

اب سوال یہ ہے کہ توارث یا ماحول میں سے بچے کی نشوونما اور شخصیت پر کس کے اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔یعنی یہ کہ بچہ صرف توارث سے اثر قبول کرتا ہے یا وہ ماحول سے سب کچھ بنتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ فرد کسی بھی ایک عنصر (ماحول یا توارث) کی پیداوار نہیں ہوتا۔کیا گندم کا بیج ماحول کی بدولت چنا پیدا کر سکتا ہے؟ یا کسی انسان کے ہاں حیوان پیدا ہو سکتا ہے؟ اس لیے یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ انسان، حیوان اور نباتات اپنے توارث اور ماحول کے درمیان تفاعل کا نتیجہ ہوتے ہیں البتہ انسان کے کسی کردار میں توارث کا حصہ زیادہ ہوتا ہے اور کسی میں ماحول کا لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان میں صرف توارث کا اثر ہو اور ماحول کا نہ ہو یا ماحول کا ہو اور توارث کا نہ ہو۔

توارث اور ماحول دونوں ہی فرد کی نشوونما پر اثر انداز ہوتے ہیں۔توارث کی تاثیر کے متعلق تو یہ ہے کہ بلند قد وقامت والدین کے بچے بالعموم اسی قد وقامت کے ہوتے ہیں۔وہ اپنے والدین کی جسمانی ساخت کا اثر بھی اسی طرح قبول کرتے ہیں لیکن توارث میں ملنے والی صفات اور خصوصیات پر ماحول کے اثرات پڑنے سے ان کی ہیئت میں کچھ تبدیلی آجاتی ہے۔اگر اچھی اور خالص خوراک، صاف اور تازہ پانی اور خالص ہوا مناسب مقدار میں نہ ملے تو افراد کی نشوونما پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور یہ سب ماحول

ہی کا حصہ ہیں۔ کسی فرد کے اردگرد موجود حالات اور واقعات اس کا ماحول کہلاتے ہیں۔

انسانی شخصیت پر توارث اور ماحول کے اثرات کی بحث سے چند نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں جن کی روشنی میں انسانی ''فطرت اور اس کی تربیت'' کی اہمیت کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

1- ماحول اور توارث کسی وصف (Trait) کو مکمل طور پر متعین نہیں کرتے۔ بعض اوصاف پر توارث کا اثر نسبتاً زیادہ ہے مثلاً قد و قامت، ذہانت کا معیار، حرکی حسی مستعدی وغیرہ، بہت زیادہ توارث کے زیر اثر ہیں۔ اس کے برعکس عادات کی تشکیل، شخصیت کی مخصوص صفات، اعتقادات، اقدار، ذاتی رویے وغیرہ میں ماحول کا دخل زیادہ ہوتا ہے۔

2- برا ماحول اچھے توارث کو دبانے کی طاقت رکھتا ہے لیکن اس کو ختم نہیں کر سکتا۔ دوسری طرف موزوں ماحول کبھی بھی عمدہ توارث کی جگہ نہیں لے سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ذہین بچے کی تربیت برے ماحول میں ہو تو اس کی بیشتر ذہنی صفات برے ماحول کی وجہ سے دب جائیں گی اور برا ماحول اپنا اثر کر جائے گا۔ اسی طرح غبی اور کند ذہن بچے کو بہتر ماحول اور مناسب تربیت سے ذہین نہیں بنایا جا سکتا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جا سکتا کہ ماحول اور تربیت کا شخصیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ تربیت بیشتر انسانی اوصاف کو اجاگر کرنے کا باعث ہے۔

مختصراً توارث فرد کے کسی کام کرنے کی صلاحیت کا تعین کرتا ہے جب کہ ماحول اس کام کی نشاندہی کرتا ہے جو کوئی فرد عملی طور پر سرانجام دیتا ہے اگر اعلیٰ قسم کی مشین کی احتیاط نہ کی جائے اور اس کو بُرے ماحول میں رکھا جائے تو اس کی کارکردگی میں بڑی جلدی فرق آ جائے گا اور اگر اس کو اچھا ماحول ملے اور اس کی مناسب احتیاط کی جائے تو اس سے اعلیٰ کارکردگی کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔ اس کے برعکس گھٹیا مشین اچھے ماحول اور احتیاط کے باوجود اعلیٰ مشین کی جگہ نہیں لے سکتی۔

وراثت اور ماحول میں ہم آہنگی

بچے کی نشوونما اور بالیدگی میں توارث اور ماحول کے اثرات کا ہم آہنگ ہونا ضروری ہے کیونکہ افراد ایسے ماحول کو اپناتے ہیں جو انکی دلچسپیوں اور لیاقتوں کے لیے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ وہ اپنے ماحول کو اس انداز سے اپناتے ہیں کہ وہ ان کی دلچسپیوں اور صلاحیتوں سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے مثلاً جن افراد میں موسیقی کی صلاحیت اور خوبیاں زیادہ ہوتی ہیں، وہ موسیقی کی تربیت کے مواقع تلاش کرتے ہیں۔ جن میں جسمانی توانائی اور حسی و حرکی مہارتیں زیادہ ہوتی ہیں، وہ کھیل کود (سپورٹس) کے مواقع تلاش کرتے ہیں اور جن میں محدود صلاحیتیں ہوتی ہیں وہ سادہ کام اور معمولی حالات میں زندگی گزارنے کے مواقع کے متلاشی رہتے ہیں۔ اس طرح زندگی کے سفر میں انسانی نشوونما، خصوصاً ذہنی و شخصی نشوونما خام مال کی حیثیت رکھتی ہے اور ماحول اس خام مال یعنی توارثی خصوصیات کو اپنے تقاضوں کے مطابق ڈھال لیتا ہے۔ توارث تخم کی مانند ہے۔ اگر ماحول بہتر ہے تو اس تخم سے تناور اور سرسبز درخت بنے گا اور اگر تخم ناقص ہے تو اچھے ماحول اور زرخیز زمین کے باوجود درخت کی بہتر نشوونما نہ ہو سکے گی۔ اگر اچھا توارث اور بہتر ماحول میسر ہے تو اعلیٰ اور بہتر نشوونما کی امید کی جا سکتی ہے۔

نشوونما کے اصول

تعلیم اور نشوونما کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ مناسب نشوونما کے بغیر تعلیم کا عمل مکمل نہیں ہو سکتا۔ ہم سب کے لیے نشوونما کے اصولوں کا جاننا نہایت ضروری ہے جو درج ذیل ہیں:۔

1- نشوونما ایک منظم عمل ہے۔

نشوونما ایک منظم عمل ہے۔ یہ عمل ایک مخصوص ترتیب اور طریقے کے مطابق وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس میں ترتیب، درجہ بندی اور تسلسل پایا جاتا ہے۔ یعنی طفولیت پھر لڑکپن، نوبلوغت اور بلوغت وغیرہ۔

2- نشوونما ایک مسلسل عمل ہے۔

نشوونما ایک مسلسل عمل ہے جو پیدائش سے لے کر بڑھاپے تک جاری رہتا ہے اور زندگی کے کسی بھی لمحہ نہیں رکتا خواہ انسان سویا ہوا ہو یا جاگ رہا ہو، یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے۔

3- نشوونما ایک ارتقائی عمل ہے۔

نشوونما ایک ارتقائی عمل ہے۔ اس عمل میں ایک درجہ بندی پائی جاتی ہے، مثلاً جسمانی نشوونما میں بچہ پہلے بیٹھنا، پھر کھڑا ہونا اور بعد میں چلنا سیکھتا ہے۔ اس کا پہلا لفظ بولنا اسے گفتگو کی طرف مائل کرتا ہے۔ بچے کی شخصیت کا ہر نیا عمل اپنی جگہ ایک ارتقائی عمل ہوتا ہے۔

4- نشوونما ایک مربوط عمل ہے۔

نشوونما کے تمام پہلوؤں میں ایک ربط پایا جاتا ہے یہ تمام پہلو یعنی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی پہلو ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایک کی نشوونما دوسرے کو متاثر کرتی ہے اور اسی طرح ایک میں خرابی یا تکلیف باقی سارے پہلوؤں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

5- مختلف بچوں میں نشوونما کی رفتار مختلف ہوتی ہے۔

تمام بچوں میں نشوونما کی رفتار ایک جیسی نہیں بلکہ مختلف ہوتی ہے مثلاً اگر ایک بچہ جسمانی لحاظ سے بڑھ رہا ہے تو دوسرا ذہنی لحاظ سے۔ ماحول اور توارث کے فرق بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایک ہی عمر کے بچوں کی مختلف خصوصیات میں نشوونما کے لحاظ سے نمایاں فرق پایا جاسکتا ہے۔

6- کسی ایک بچے میں نشوونما کے مختلف پہلوؤں کی رفتار مختلف ہوتی ہے۔

کسی ایک بچے میں نشوونما کے مختلف پہلوؤں یعنی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشوونما کی رفتار برابر نہیں ہوتی مثلاً ایک بچہ جسمانی لحاظ سے تو بہت صحت مند دکھائی دیتا ہے لیکن ذہنی لحاظ سے کمزور ہے یا ذہنی لحاظ سے تیز ہے لیکن جسمانی طور پر کمزور ہے۔ یہی صورت جذباتی اور معاشرتی نشوونما کی ہوسکتی ہے۔

7- لڑکے اور لڑکیوں میں نشوونما کی رفتار مختلف ہوتی ہے۔

نشوونما میں مجموعی طور پر لڑکیوں کو لڑکوں پر سبقت حاصل ہے۔ دس سال کی عمر کے بعد لڑکیوں کی جسمانی نشوونما تیز ہوجاتی ہے۔ لڑکیاں لڑکوں سے پہلے بالغ ہوجاتی ہیں۔ یہی حال ذہنی نشوونما کا ہے۔ بالغ ہونے تک یہ رفتار بھی لڑکوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے لیکن بعد ازاں لڑکے جسمانی اور ذہنی نشوونما میں تیز ہوجاتے ہیں۔

انفرادی اختلافات (Individual Differences)

انفرادی اختلافات کے موضوع نے نفسیات کو بڑی وسعت بخشی ہے۔ انفرادی صلاحیت اور کردار کے اعتبار سے بہت سے اختلافات نہ صرف نوعِ انسانی میں بلکہ ادنٰی درجے کے حیوانات میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس موضوع پر کی گئی تمام تحقیقات افراد میں وسیع انفرادی اختلافات کو ظاہر کرتی ہے۔ زیادہ تر اختلافات بے ساختہ فعالیت کی مقدار، حاجتوں کی اضافی ضرورت، حرکت کی سمت، آموزش کی رفتار اور مسائل کے حل میں دیکھے گئے ہیں۔ اس سے پہلے کہ انفرادی اختلافات پر بحث کی جائے، یہ ضروری ہے کہ پہلے ان اختلافات کے معانی اور مفہوم سے آگاہی حاصل کی جائے۔

انفرادی اختلافات کا مفہوم

انفرادی اختلافات سے مراد مختلف افراد میں صلاحیتوں اور قابلیتوں کے اعتبار سے فرق کا پایا جانا ہے۔ ان سے مراد وہ تمام اختلافات اور ایسی خصوصیات ہیں جو ایک فرد کو دوسرے فرد سے الگ اور جدا کرتی ہیں۔ یہ اختلافات، جسمانی، جذباتی، ذہنی اور معاشرتی ہونے کے ساتھ ساتھ رجحانات و میلانات میں بھی ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالٰی نے اس کائنات میں بڑا تنوع پیدا کیا ہے۔ جس طرح انواع و اقسام کی اشیاء ہیں اسی طرح ایک ہی قسم کی اشیاء اور جاندار اپنی انفرادی خصوصیات کی بنا پر دوسروں سے مختلف ہیں۔ ہم انسان بھی ایک دوسرے سے مشابہ، ہم رائے، ہم خیال اور مماثل ہونے کے باوجود بعض گہرے اور نمایاں اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے سے الگ خصوصیات رکھتے ہیں۔ ہمارے یہ اختلافات ہماری انفرادیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ یہ اختلافات ظاہری بھی ہو سکتے ہیں اور باطنی بھی، جسمانی بھی ہو سکتے ہیں اور کرداری بھی جب کہ اکتسابی اور غیر اکتسابی ہونا بھی ممکن ہے۔ انفرادی اختلافات کی بنیاد اور سبب توارث اور ماحول دونوں ہیں۔ فرد جس طرح دونوں عوامل کے اثرات قبول کرتا ہے، جن واقعات و حادثات سے گزرتا ہے اور جس طرح سے خود کو سب سے الگ ہستی شمار کرتا ہے، اسی میں اس کی انفرادیت پنہاں ہوتی ہے۔ ان اختلافات کو جاننے کی ضرورت اس وجہ سے بھی ہے کہ معاشرہ ہر فرد سے اس کی استعداد کے مطابق کام لے سکے اور ہر فرد بہتر مطابقت حاصل کر سکے۔

آموزش کے عمل میں انفرادی اختلافات بڑی اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ انفرادی اختلافات کو سمجھے بغیر آموزش کا عمل کامیاب نہیں بنایا جا سکتا۔ تعلیمی میدان میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی ماحول، ایک ہی استاد، ایک ہی نصاب، ایک ہی طریقہ تدریس اور ایک ہی ذہنی آزمائش کے باوجود بچوں کے تعلیمی نتائج میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض ناکام اور بعض کامیاب ہوتے ہیں اور پھر کامیابی میں بھی بہت سے اختلافات نظر آتے ہیں۔ یہی اختلافات ان کے ذہنی اختلافات کو ظاہر کرتے ہیں۔

تعلیمی میدان میں انفرادی اختلافات پر اس وقت سے اور زیادہ زور دیا جانے لگا ہے، جب تعلیمی ماحول میں تمام تر یکسانیت کے باوجود طلبہ کی آموزش اور ذہنی آزمائشوں کے نتائج میں بہت نمایاں فرق محسوس کیا گیا۔ اس موضوع پر کافی غور و فکر اور تحقیق کرنے کے بعد واضح ہوا کہ تعلیم میں بچوں کے انفرادی اختلافات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر بچوں کی آموزش کے عمل کو بہتر بنانا ہے تو ان کے باہمی انفرادی اختلافات کو پیشِ نظر رکھ کر آموزش کے عمل کے لیے بہتر منصوبہ بندی کرنا ہوگی تاکہ بچے ذہنی لحاظ سے بھی بہتر ہوں اور ان کی آموزش بھی پائیدار اور مستقل ہو۔

انفرادی اختلافات کی نوعیت

انفرادی اختلافات کی تقسیم درج ذیل طریقے پر بیان کی جاسکتی ہے:۔

i- موروثی یا پیدائشی اختلافات ii- ماحولیاتی اختلافات

i- موروثی یا پیدائشی اختلافات

موروثی یا پیدائشی اختلافات کو عام طور پر ایک ہی درجے میں شمار کیا جاتا ہے۔ فرد کو توارث کے ذریعے جو اختلافات ملتے ہیں انھیں پیدائشی اختلافات بھی کہا جاتا ہے۔ بعض پیدائشی اختلافات ایسے بھی ہوسکتے ہیں جن کا موروثی ہونا ضروری نہیں۔ بچے ایک ہی توارث رکھنے کے باوجود قد وقامت، شکل وصورت، رنگ وروپ اور وزن میں مختلف ہوتے ہیں۔

اس طرح ایک ہی والدین کی اولاد میں کچھ بچے ذہین ہوتے ہیں اور کچھ کند ذہن بھی ہوسکتے ہیں۔ یہ انفرادی اختلافات پیدائشی ضرور ہیں لیکن انھیں موروثی کہنا زیادہ مناسب نہیں ہوگا، رجحانات کے اختلافات پیدائشی ہونے کے ساتھ ساتھ موروثی بھی ہوسکتے ہیں۔ بچوں کے رجحانات لازمی طور پر وہ نہیں ہوتے جو والدین کے ہوتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کی اولاد میں سے ایک بچہ سائنس میں دلچسپی رکھتا ہے جب کہ دوسرا بچہ شعروادب سے لگاؤ ظاہر کرتا ہے۔ رجحانات کے یہ اختلافات ماحول کے باعث رونما ہوتے ہیں۔ جذباتی اختلافات عموماً پیدائشی ہوتے ہیں لیکن یہ موروثی بھی ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ماحول بھی جذباتی اختلافات کا باعث ہوسکتا ہے۔

ii- ماحولیاتی اختلافات

انفرادی اختلافات کی دوسری بڑی وجہ ماحول کا فرق بھی ہوتا ہے کیونکہ ہر شخص کا ماحول دوسرے شخص سے مختلف ہوتا ہے۔ ماحول سے مراد وہ تمام حالات اور واقعات ہیں جو فرد کی زندگی کے گردوپیش میں رونما ہوتے رہتے ہیں، یہ حالات اور واقعات اس کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ ماحول ہی کی بنا پر افراد کی خواہشات، رجحانات اور دلچسپیوں میں فرق پیدا ہوجاتا ہے۔

ایک ہی گھر اور خاندان کے بچے ایک ہی ماحول میں رہتے ہوئے مختلف دلچسپیاں اور رجحانات رکھتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ماحول سے مراد صرف گھر کے اندرونی حالات ہی نہیں ہوتے بلکہ گھر کے ہر فرد کو گھر سے باہر نکل کر ایک الگ اور مختلف ماحول ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے بھی حالات مختلف ہوسکتے ہیں یا بچہ انھیں مختلف انداز میں دیکھ سکتا ہے۔ والدین گھر میں اگر کسی ایک بچے کو نظر انداز کرتے ہیں اور کسی دوسرے کو زیادہ چاہتے ہیں یا ایک کی ضروریات کا دوسرے سے زیادہ خیال رکھتے ہیں تو اس وجہ سے بھی بچے گھر کے ماحول کو ایک دوسرے سے مختلف انداز میں محسوس کرتے ہیں۔

رجحانات کے اختلافات ماحول کے باعث بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح معاشی، سماجی، ثقافتی واقتصادی اختلافات بھی عموماً ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں۔ ماحول کے باعث جذباتی اختلافات بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔ ماحول اگر بچوں کے جذبات کو مشتعل کرنے والا ہوتو بچوں میں اشتعال کی عادت پختہ ہوجاتی ہے۔ بچوں کو اگر مناسب ماحول ملے تو ان میں صحیح جذباتی رجحان پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح کے انفرادی اختلافات زیادہ تر ماحولیاتی ہوتے ہیں، اس طرح اکتسابی یا رجحان کے اختلافات کو ماحولیاتی اختلافات بھی کہا جاسکتا ہے۔

انفرادی اختلافات کی اقسام

انفرادی اختلافات کو بہت سی اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:۔

i- جسمانی اختلافات ii- ذہنی اختلافات iii- جذباتی اختلافات

iv- رجحانات اور صلاحیتوں کے اختلافات v- معاشی اور معاشرتی اختلافات

i- جسمانی اختلافات

یہ اختلافات عموماً توارث کے فرق کے باعث ہوتے ہیں اور پیدائشی مگر غیر اکتسابی ہوتے ہیں۔ ان میں وہ تمام اختلافات شامل ہیں جو کسی نہ کسی طرح جسم کی ساخت یا اس کی رنگت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں ظاہری شکل وصورت، رنگ وروپ، قد وقامت اور بعض دفعہ صحت و بیماری وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

جسمانی اختلافات بعض مرتبہ پیدائشی نہیں ہوتے بلکہ حالات وحادثات کی بنا پر پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ جسمانی اختلافات بعض صورتوں میں واضح اور کبھی غیر واضح ہوتے ہیں۔ اگر صرف شکل وصورت اور رنگ وروپ کے اختلافات ہوں تو اس کے اثرات کو تو کم کیا جا سکتا ہے لیکن اگر بچوں میں کوئی جسمانی توارثی کمزوری یا پیدائشی نقص ہے تو یہ عموماً تعلیم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایسے بچے اگر اپنے ساتھیوں کے مذاق کا نشانہ بن جائیں تو وہ احساس کمتری کا شکار ہو کر تعلیم میں پیچھے رہ جاتے ہیں یا بعض مرتبہ بددل ہو کر تعلیم ترک کر دیتے ہیں۔ اس لیے تعلیم دیتے ہوئے جسمانی اختلافات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں میں ایسے جسمانی اختلافات کا بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جو درج ذیل نوعیت کے ہو سکتے ہیں:۔

- ایک ہی جماعت میں کچھ بچے اچھی شکل وصورت اور قد وقامت کے ہوتے ہیں اور دوسرے معمولی شکل وصورت، غیر صحت مند اور بعض بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔
- کچھ بچے پیدائشی یا پھر حادثات کی وجہ سے معذور ہو جاتے ہیں یا بعض جسمانی کمزوریوں یا خامیوں کا شکار ہو جاتے ہیں، مثلاً بعض کی بینائی کمزور ہو سکتی ہے تو کچھ کی قوت گویائی یا سماعت کمزور ہو سکتی ہے۔
- بعض بچے تتلا کر بولتے ہیں۔ ایسے بچے جماعت میں زیادہ بولنے سے گھبراتے ہیں۔
- وہ بچے جو کسی جسمانی عضو کے ضائع ہونے یا کسی بیماری کے باعث معذور ہو جاتے ہیں، انہیں بھی کئی دفعہ بچوں کے مذاق کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔

جسمانی اختلافات میں بچوں کا رویہ

اوپر بیان شدہ تمام علامات میں سے کوئی بھی اگر سکول کے کسی بھی بچے میں پائی جائے تو ایسے بچوں کے رویوں میں بھی اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے، وہ تعلیم اور تعلیمی ادارے سے فرار کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ انھیں اپنے استاد سے لگاؤ رہتا ہے اور نہ اپنے پرائے کی تمیز۔ ایسے بچے عموماً گھر سے بھی فرار کی کوشش کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ ایسے بچے نارمل نہیں رہتے اور ان کا ذہن بغاوت پر آمادہ ہو سکتا ہے۔

طلبہ کے جسمانی اختلافات کی صورت میں اساتذہ اور والدین کی ذمہ داری

مذکورہ بالا بچے جو کہ صحت مند بچوں کے مقابلے میں انفرادی مسائل کا شکار ہوتے ہیں یا وہ بچے جو جسمانی طور پر صحت مند نہیں ہوتے، یقیناً وہ تعلیم میں دلچسپی نہیں لے پاتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین اور اساتذہ ان بچوں کی مناسب رہنمائی کریں۔

وہ بچے جو سماعت یا قوت گویائی میں نقص رکھتے ہیں، انھیں پچھلی نشستوں پر بیٹھنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ ایسے معذور بچوں کے

والدین کا فرض ہے کہ وہ باقاعدگی سے ان کا ڈاکٹری معائنہ کرواتے رہیں۔ ان کے ساتھ محبت، ہمدردی و تعاون کو اہمیت دے کر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ اس طرح جو بچے شکل و صورت اور قد و قامت کے اختلافات کے باعث احساس کمتری میں مبتلا ہیں، اساتذہ اور والدین کا فرض ہے کہ انہیں عام بچوں کی طرح نہ سمجھیں بلکہ انھیں خصوصی توجہ اور پیار دیں۔

جسمانی اختلافات اگر شدید نوعیت کے ہوں تو ایسے بچوں کے لیے علیحدہ تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ ان کے لیے خصوصی اور الگ نصاب بنایا جائے۔ ان اداروں میں خصوصی تربیت یافتہ اساتذہ کو مخصوص طریقہ تدریس سے ان بچوں کو تعلیم دینی چاہیے۔ نابینا، گونگے یا بہرے بچے عام بچوں کے ساتھ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان بچوں کو ایسی خصوصی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے جو انھیں معاشرے میں مناسب اور باعزت مقام حاصل کرنے میں مدد دے سکے۔

ii- ذہنی اختلافات

بچے ذہانت کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اگرچہ ذہانت کے لحاظ سے اختلافات کا دائرہ بہت وسیع ہے لیکن مطالعے میں آسانی کی خاطر ایسے بچوں کو ذہانت کی بنیاد پر تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(الف) ذہین بچے (ب) متوسط بچے (ج) کند ذہن بچے

ذہانت کی پیمائش کے لیے ماہرین نے ایک کلیہ ترتیب دیا ہے اس کی مدد سے بچے کی ذہنی سطح کا تعین کیا جاتا ہے۔ جسے مقیاس ذہانت کہا جاتا ہے۔

$$\text{مقیاس ذہانت} = \frac{\text{ذہنی عمر}}{\text{طبعی عمر}} \times 100$$

مقیاس ذہانت کی روشنی میں ماہرین نے بچوں کو ذہانت کے لحاظ سے مزید تقسیم کیا ہے۔

بچوں کی ذہانت کا جدول

بچوں کی اقسام	مقیاس ذہانت
فطین بچے	140 یا اس سے زیادہ
ذہین بچے	110 سے 139 تک
متوسط بچے	90 سے 109 تک
کند ذہن بچے	80 سے 89 تک
کم عقل بچے	70 سے 79 تک
ناقص العقل بچے	70 سے کم

ا۔ فطین بچے

فطین بچے اپنی عمر سے کافی آگے کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایسے بچوں میں حالات کو سمجھنے اور اس کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے بچوں میں تجسس کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر چیز کے جاننے کے لیے مختلف قسم کے سوالات کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے سوالات کرتے ہیں۔ مسائل کا حل بڑی آسانی سے تلاش کر

لیتے ہیں۔

ب۔ ذہین بچے

ذہین طلبہ ایسے طلبہ ہوتے ہیں جو اپنی عقل اور بصیرت کے سبب اپنے ہم عمر بچوں سے بڑھ چڑھ کر تعلیمی کام میں دلچسپی لیتے ہیں اور اعلیٰ ترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ نہ صرف تعلیمی میدان میں پیش پیش ہوتے ہیں بلکہ وہ اپنی عقل و سمجھ سے اپنے دیگر مسائل کے حل بھی خود تلاش کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات تدریس ان کے تجسس اور دلچسپی کی تسکین سے قاصر رہتی ہے۔ لہٰذا ایسے طلبا کے لیے اُستاد کو بہت محنت اور توجہ سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان کے لیے اعلیٰ اضافی کتب کی نشان دہی اور دستیابی کو ممکن بنانا ضروری ہوتا ہے تاکہ ان کے تجسس اور دلچسپی کی تسکین ہو سکے۔

ج۔ متوسط بچے

متوسط طلبہ اکثریت کے شانہ بشانہ چلتے ہیں، نہ تو وہ اتنے تیز ہوتے ہیں کہ زندگی کی دوڑ میں دوسروں کو پیچھے چھوڑ دیں اور نہ اتنے سست رفتار کہ ان کے لیے دوسروں کی سطح تک پہنچنا مشکل ہو جائے۔ وہ ہر میدان میں اوسط کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ہوتے ہیں اور یہ کارکردگی کام کی نوعیت کے اعتبار سے کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔

د۔ کند ذہن بچے

کند ذہن طلبہ ایسے طلبہ ہوتے ہیں جن کی تعلیم و تدریس کے لیے استاد کو سخت محنت کرنا پڑتی ہے، تب کہیں جا کر ان میں سے کچھ معمولی سوجھ بوجھ سے کام لینے کے قابل ہوتے ہیں۔ حصولِ علم پر براہِ راست اثر ڈالنے والی خوبی ذہانت ہے۔ چونکہ تمام بچے ایک جیسے ذہین نہیں ہوتے اس لیے اس فرق کے باعث بچوں کے تعلیمی نتائج میں فرق نظر آتا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جماعت میں چند بچے تو سبق پہلی ہی کوشش میں سمجھ جاتے ہیں اور دیر تک یاد رکھتے ہیں جب کہ بعض بچے استاد کے بار بار بتانے کے باوجود کچھ نہیں سیکھ پاتے یا پھر جلد بھول جاتے ہیں۔ ایسے ہی بچوں کا شمار کند ذہن بچوں میں کیا جاتا ہے۔

ر۔ کم عقل بچے

کم عقل بچے بہت زیادہ سادہ ہوتے ہیں۔ یہ حالات کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، ان میں خود کام کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، سوالات کے غلط جوابات دیتے ہیں، یادداشت کم ہوتی ہے۔ کم عقل بچے عموماً اپنی طبعی عمر سے کافی کم کارکردگی کا مظاہر کرتے ہیں مثلاً یہ بچے 4-5 سال کی بجائے 6-7 سال کی عمر میں سکول جانا شروع کرتے ہیں۔ لیکن یہ بچے بمشکل چار پانچ سال کی عمر کے بچوں کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ بچے اپنی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے کسی حد تک تو اہل ہوتے ہیں لیکن کسی کام کو جلد سرانجام نہیں دے سکتے۔ ان بچوں میں خود اعتمادی بہت کم ہوتی ہے۔

س۔ ناقص العقل بچے

ناقص العقل بچوں کا مقیاس ذہانت عموماً 70 سے کم ہوتا ہے۔ ایسے بچے عام طور پر دوسرے بچوں سے ہر لحاظ سے کم کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ناقص العقل بچے مسائل کو سمجھنے کی بہت کم صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان بچوں میں ماحول کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت بھی کم ہوتی ہے۔

ناقص العقل بچوں میں بعض معاشرتی خصوصیات مثلاً ہر شخص کو سلام کرنا، ہاتھ ملانا یا ہر کسی کے لیے مسکراہٹ دینا وغیرہ بھی پائی

جاتی ہیں۔

طلبہ کے ذہنی اختلافات کی صورت میں اساتذہ کی ذمہ داری

کمرہ جماعت میں استاد کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ ایک ہی طریقہ تدریس اختیار کرتے ہوئے تمام بچوں کو یکساں نصاب پڑھائے۔ اگر وہ اعلیٰ ذہانت والے بچوں کو پیشِ نظر رکھ کر تعلیم دیتا ہے تو متوسط اور کم ذہانت والے بچے دلچسپی نہیں لیتے۔ ذہانت کے اختلافات چونکہ حصول علم پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں لہٰذا ماہرین تعلیم کے لیے اس نوعیت کے مسائل نہایت توجہ طلب ہیں۔ ہمارے جیسے معاشروں میں مقیاس ذہانت معلوم کرنے کا رواج تو نہیں ہے لیکن ہم بچوں سے سوالات کے ذریعے ان کے مشاغل، گفتگو اور دلچسپیوں سے ان کی ذہانت کا اندازہ کر کے انہیں ان کی ذہانت کے مطابق تعلیم دے سکتے ہیں۔ چونکہ بچوں کے ذہنی اختلافات تعلیم میں بے حد اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس لیے استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کے درمیان تعلّم کے فرق کا ان کی ذہانت کے پس منظر میں جائزہ لے اور مختلف قسم کے بچوں سے یکساں توقعات وابستہ نہ کرے۔ ورنہ ممکن ہے متوسط اور کم ذہانت والے بچے تعلیم اور تعلیمی اداروں سے بددل ہو جائیں۔ معمولی ذہانت والے بچے کیونکہ زیادہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے، اس لیے انہیں کوئی عملی کام سیکھنے کا موقع دیا جائے۔ انھیں ایسے مشاغل کا موقع بھی دیا جائے جن کے باعث ان کی دلچسپی بھی قائم رہ سکے اور وہ اعلیٰ ذہانت والے بچوں کے سامنے کمتری اور شرمندگی کا شکار بھی نہ ہوں۔

iii- جذباتی اختلافات

بچے جذباتی لحاظ سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ تمام بچوں میں مختلف نوعیت کے جذبات موجود ہوتے ہیں۔ بعض کے جذبات شدید نوعیت کے ہوتے ہیں اور بعض جذبات پر زیادہ قابو رکھتے ہیں۔ یہ جذباتی اختلافات تعلیم کے حصول میں بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔

ایسے بچے جو جذباتی طور پر متوازن نہیں ہوتے وہ یا تو بہت جلد مشتعل ہو جاتے ہیں یا پھر ہر وقت رنجیدہ اور خاموش رہتے ہیں، ان کے یہ غیر متوازن جذبات حصول علم میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔ یہ معمولی ناکامی یا استاد کی معمولی سی سرزنش سے مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جن بچوں کو گھر میں مناسب توجہ اور پیار و محبت نہیں ملتا، وہ بھی جذباتی الجھنوں کا شکار رہتے ہیں، وہ یا تو سب سے الگ تھلگ رہنا چاہتے ہیں یا سکول کے نظم و ضبط، اپنے ساتھیوں اور اساتذہ کے لیے مسئلہ بن جاتے ہیں۔ ایسے بچے جو جذباتی طور پر صحت مند ہوتے ہیں یا جن کے جذبات متوازن ہوتے ہیں، وہ پرسکون رہ کر حصول علم کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ بچوں کے جذبات کی شدت اور ان کا حساس ہونا ان کی جسمانی و ذہنی صحت کو متاثر کرتا ہے۔ وہ جذباتی شدت کے باعث نہ تو ذہنی یکسوئی سے کام کر سکتے ہیں اور نہ جسمانی طور پر صحت مند رہ سکتے ہیں۔ جذبات کے اثرات براہِ راست ان کی تعلیم پر مرتب ہوتے ہیں اور ان کی توجہ تعلیم سے ہٹ جاتی ہے۔ وہ تعلیم میں دلچسپی نہیں لیتے جس کے باعث وہ دوسرے بچوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔

طلبہ کے جذباتی اختلافات میں اساتذہ کی ذمہ داری

بچوں کی جذباتی صحت و توازن کو قائم رکھنے میں اساتذہ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ حساس بچوں کے جذبات کا پورا پورا خیال رکھا جائے، انھیں جماعت میں ان کے ساتھیوں کے سامنے شرمندہ نہ کیا جائے۔ تمام بچوں کی جذباتی تربیت

بھی کی جائے اور انھیں اپنے جذبات پر قابو رکھنا سکھایا جائے۔ یہ مقصد صرف اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب استاد بھی جذباتی صحت و توازن کا مالک ہو اور بچوں کے ساتھ صحت مند جذباتی تعلق قائم کر سکے۔ کسی بچے کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا یا کسی بچے کی طرف زیادہ جذباتی جھکاؤ اور لگاؤ دوسرے بچوں کی متوازن زندگی میں رکاوٹ کا باعث ہوتا ہے اور وہ یکسوئی کے ساتھ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ بچوں میں جذباتی اختلافات کی اہمیت کے پیشِ نظر استاد کو کمرۂ جماعت میں مناسب رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ بچوں کو مناسب پیار و محبت اور توجہ دی جائے تاکہ وہ تعلیم کی طرف پوری توجہ دے سکیں۔

iv۔ رُجحانات اور صلاحیتوں کے اختلافات

افراد اپنے رجحانات اور صلاحیتوں کی وجہ سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ ان کے رجحانات اور صلاحیتیں ان کی تعلیم پر اثر ڈالتی ہیں۔ یقینی طور پر تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اختلافات موروثی یا پیدائشی ہوتے ہیں یا ماحول کے باعث لیکن یہ تعلیم میں اہمیت ضرور رکھتے ہیں۔ بچے تعلیم میں اسی وقت دلچسپی لیتے ہیں اور کامیابی و کامرانی حاصل کرتے ہیں جب ان کے رجحان اور صلاحیت کو پیشِ نظر رکھ کر انھیں تعلیم دی جائے، اگر انھیں ان کی صلاحیت اور رجحان کے خلاف تعلیم دینے کی کوشش کی جائے تو اول تو اس میں کامیابی کے امکان کم ہوں گے اور اگر کسی حد تک کامیابی حاصل ہو بھی جائے تو سخت محنت اور کوشش کے ساتھ ساتھ زیادہ توجہ درکار ہوتی ہے۔

بچوں کو ان کے رجحان و صلاحیت کے مطابق تعلیم دی جائے تو وہ تعلیم میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں، اور کم وقت میں کم محنت سے بہتر نتائج حاصل کرتے ہیں۔ چونکہ تمام طلبہ رجحان و صلاحیت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اسی لیے بعض طلبہ سائنس کے مضامین میں دلچسپی رکھتے ہیں بعض کا جھکاؤ کامرس کی طرف ہوتا ہے اور بعض فنونِ لطیفہ اور ادب سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ طلبہ کو اگر ان کے رجحان اور صلاحیت کے مطابق مضامین کے انتخاب کا موقع دیا جائے تو دلچسپی کے ساتھ تعلیم جاری رکھتے ہیں لیکن جو مضامین انہیں کسی مجبوری کے تحت یا اپنی مرضی کے خلاف یا والدین کی مرضی سے اختیار کرنا پڑیں، ان کے پڑھنے میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ وہ آخر تک مطمئن نہیں ہو پاتے اور ان میں کامیابی بھی مشکل ہوتی ہے۔

ہمارے ہاں بچوں کے رجحانات و صلاحیتوں کے اختلافات کو اہمیت نہیں دی جاتی، اس لیے تعلیم عموماً ان کی صلاحیتوں کے برعکس ہوتی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ بچوں کو ان کی صلاحیتوں اور ان کے رجحانات کے مطابق کام کرنے کے مواقع دیئے جائیں تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں وگرنہ ان کی یہ صلاحیتیں دب جاتی ہیں۔

طلبہ میں رجحانات اور صلاحیتوں کے اختلافات میں والدین اور اساتذہ کی ذمہ داری

بچوں میں رجحانات اور صلاحیتوں کے اختلافات کے حوالے سے والدین اور اساتذہ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کے دوران بیشتر بچوں پر ان کے والدین کے رجحانات اور خواہشات کا غلبہ رہتا ہے اور بچوں کو اسی کے مطابق تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے بچے اپنے رجحان کے خلاف تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہوتے ہیں حالانکہ اس معاملے میں والدین کو صرف اپنی رائے دینی چاہیے، باقی کام بچے کی صلاحیت اور اس کے رجحان کے مطابق اسے خود کرنے دیا جائے۔ اساتذہ کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ تمام طلبہ کے لیے ایک ہی طریقہ تدریس اختیار نہ کریں بلکہ بچوں کی دلچسپی اور صلاحیتوں کے پیشِ نظر مختلف تدریسی طریقے اختیار کر کے طلبہ کو ان کے رجحانات کے مطابق تعلیم دیں۔ اساتذہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود بھی طلبہ کو ان کے رجحانات اور صلاحیتوں کے مطابق لگن اور محنت سے پڑھائیں تاکہ وہ کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔

بچے جب سکول میں داخل ہوتے ہیں تو ابتدا ہی سے ان کے رجحانات اور دلچسپیوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ہمارے ہاں تو نصاب سازی اور طریقہ تدریس میں بھی اس پہلو کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا۔ تمام بچوں کو تقریباً ایک ہی طریقے سے یکساں نصاب کی تعلیم دی جاتی ہے اور ان میں موجود صلاحیتوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بچوں کی اکثریت تعلیم میں پوری دلچسپی نہیں لیتی۔ جب طلبہ نویں جماعت میں پہنچتے ہیں اور مضامین کے انتخابات کا مرحلہ آتا ہے اور انہیں سائنس، کامرس یا آرٹس مضامین کے گروپ میں سے کوئی ایک منتخب کرنا ہوتا ہے تو والدین کی خواہش کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ بچے کا رجحان سائنس کی طرف ہے یا نہیں، اسے سائنس پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ عموماً اس طرح مجبور کیا جانے والا طالب علم فیل ہو کر اپنی عمر کے کئی سال ضائع کر دیتا ہے۔ اس طرح رجحان کے خلاف آرٹس کے مضامین پڑھنے پر بھی کوئی طالب علم ناکام ہو سکتا ہے اور یوں ملک کو بہت سے طلبہ کی صلاحیتوں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ اگر تعلیم کے دوران طلبہ کے رجحانات وخواہشات اور صلاحیتوں کو مدنظر رکھا جائے اور تمام بچوں کو یکساں صلاحیت والا نہ سمجھا جائے تو تعلیم سب بچوں کے لیے کارآمد بن سکتی ہے۔

v۔ معاشی اور معاشرتی اختلافات

تعلیمی اداروں میں آنے والے بچوں کا تعلق مختلف معاشرتی حالات سے ہوتا ہے۔ اس طرح ان کے معاشی یا مالی حالات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کے نزدیک ان حالات کا جاننا حصول علم سے چنداں تعلق نہیں رکھتا لیکن حقائق اس کے برعکس ہیں۔

تعلیمی عمل میں ان حالات واختلافات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ بچے جن کا معاشرتی ومعاشی پس منظر اچھا ہوتا ہے، تعلیم میں بہتر نتائج دکھاتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کی تمام تر ضروریات وخواہشات کی بہتر تکمیل ہوتی ہے، انھیں مناسب رہنمائی حاصل ہوتی ہے، حصول علم میں ان کو کوئی مالی دشواری پیش نہیں آتی، ان کو صاف ستھرا تعلیمی ماحول میسر ہوتا ہے۔ جس کے باعث وہ تعلیم میں دلچسپی برقرار رکھ سکتے ہیں اور گھر اور مدرسے کے ماحول میں تضاد محسوس نہیں کرتے۔ غریب گھرانوں سے آنے والے بچے معمولی لباس پہن کر اور معمولی غذا استعمال کر کے تعلیم کی طرف توجہ دینے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو بھی ان کے معاشی اور معاشرتی حالات ان کی تعلیم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً امیر والدین کے بچوں کو ٹیوشن کی سہولت میسر ہوتی ہے اور استاد ان کے گھر میں بھی آ کر پڑھاتا ہے جب کہ غریب بچوں کو اپنے تعلیمی وقت میں بھی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وقت نکالنا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں بعض بچوں کو ٹرانسپورٹ کی آسانیاں ہیں۔ وہ بغیر وقت کے تعلیمی اداروں میں آتے جاتے ہیں اور بعض میلوں پیدل چل کر مشکل حالات کا سامنا کر کے تعلیمی اداروں تک پہنچتے ہیں تو انھیں تعلیم کی طرف توجہ دینے میں بڑی محنت اور کوشش کرنا پڑتی ہے۔ اسی طرح جب یہ بچے گھروں کو واپس جاتے ہیں تو انھیں اپنے گھروں کے کمزور مالی حالات کی بنا پر محنت مزدوری بھی کرنا پڑتی ہے۔ لڑکے باہر محنت کرتے ہیں اور لڑکیاں سلائی وغیرہ کر کے اپنے گھریلو اور تعلیمی اخراجات پورے کرتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے بچے تعلیم کے لیے پورا وقت نہیں دے سکتے۔ اس طرح خراب اقتصادی حالات انھیں ذہنی پریشانیوں میں مبتلا رکھتے ہیں۔ ان کی جذباتی اور جسمانی صحت کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ یوں یہ برے حالات ان کی تعلیم پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ بچے جن کے معاشرتی اور معاشی حالات بہتر نہیں ہوتے اور جنھیں اچھا ماحول نہیں ملتا، وہ تعلیم میں نمایاں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ جب ان کی بنیادی ضروریات وخواہشات ہی کی تکمیل نہیں ہو پاتی تو وہ تعلیم کی طرف کس طرح پوری توجہ دے سکتے ہیں۔

معاشرتی ماحول بہتر نہ ہونے کی وجہ سے بھی عموماً بچے تعلیم کی طرف پوری توجہ نہیں دے پاتے۔ بعض خاندانوں میں یا تو مہذب اور تعلیم یافتہ لوگوں کا ماحول نہیں ہوتا یا پھر والدین اپنی ہی دلچسپیوں میں مشغول رہتے ہیں، اس لیے بچوں کو ضروری اور مطلوبہ رہنمائی

حاصل نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ تعلیم میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

طلبہ کے معاشی اور معاشرتی اختلافات میں اساتذہ کی ذمہ داری

تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے ان تمام اختلافات کو پیشِ نظر رکھیں اور کام نہ کرنے یا تعلیم میں کمزور ہونے کی بنا پر بچوں کی سرزنش کرنے سے پہلے ان کی کمزوری کے اسباب معلوم کریں اور ان کی رہنمائی کریں۔ اگر ممکن ہو تو ایسے بچوں کو تعلیمی اداروں میں ایسے مواقع بھی فراہم کیے جاسکتے ہیں جن سے ان کے لیے آمدنی کے ذرائع پیدا ہوسکیں تا کہ وہ اپنی مدد آپ کے اصول پر کام کریں، ان کی انا کو ٹھیس نہ پہنچے اور ان کی تعلیمی ضروریات کی تکمیل بھی ہو سکے۔ جن بچوں کو گھر پر بہتر تعلیمی ماحول میسر نہیں ہوتا، انہیں بھی دوسرے بچوں کی نسبت زیادہ رہنمائی و توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر چہ ہمارے تعلیمی ماحول میں جہاں بچے مختلف ماحول اور گھرانوں سے آتے ہیں اور جماعتیں پر ہجوم ہوتی ہیں، یہ کام بہت دشوار ہے پھر بھی اساتذہ کوشش کریں تو کسی حد تک ان مشکلات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

متفرق انفرادی اختلافات

مندرجہ بالا انفرادی اختلافات کے علاوہ بچوں میں بعض دوسری قسم کے انفرادی اختلافات بھی موجود ہوتے ہیں مثلاً مذہبی، ثقافتی، سیاسی اختلافات وغیرہ لیکن یہ اختلافات تعلیم پر بہت زیادہ اثر انداز نہیں ہوتے۔ ان انفرادی اختلافات پر تھوڑی سی توجہ دی جائے اور اساتذہ اپنا رویہ مناسب رکھیں تو ان پر با آسانی قابو پایا جاسکتا ہے۔ استاد کسی خاص نظریے، مذہب یا ثقافت، تمدن کے طلبہ کو اہمیت و فوقیت نہ دے۔ اگر وہ آفاقی اقدار کو پیشِ نظر رکھے اور تعلیم و تربیت کے صحیح طریقوں کو اپنائے تو اس قسم کے اختلافات عموماً تعلیم کی راہ میں حائل نہیں ہوتے۔

طلبہ کے متفرق اختلافات میں اساتذہ کی ذمہ داری

ایک استاد کے لیے بچوں میں پائے جانے والے ان تمام اختلافات سے آگاہ ہونا ضروری ہے تا کہ بچوں کو انفرادی اختلافات کی روشنی میں تعلیم دی جائے۔ تدریس کو مؤثر بنانے کے لیے معلم کو مندرجہ ذیل اصولوں کو مدِ نظر رکھنا چاہیے:۔

- استاد کو بچوں کا انفرادی طور پر مطالعہ کرنا چاہیے اور ان کی انفرادی دلچسپیوں، ضروریات، خواہشات، مشکلات اور مسائل کا پتہ لگانا چاہیے تا کہ بچوں کی صحیح مدد اور رہنمائی کی جا سکے۔ بعض بچوں کو اپنی پسند کے مضامین منتخب کرنے کا موقع نہیں ملتا جب کہ بعض کی تعلیم و تربیت کے لیے انفرادی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔
- معلم کے لیے بہت ضروری ہے کہ بچوں کی انفرادی خصوصیات سے آگاہ ہو۔ اسے اس بات کا پتہ ہو کہ کون سا طالب علم کس مضمون میں کمزور ہے اور کہاں اس کو انفرادی توجہ کی ضرورت ہے۔ ایسی جماعتیں جن میں بچوں کی تعداد زیادہ ہو اور استاد کے لیے بچوں کی انفرادی ضروریات و اختلافات کی طرف توجہ دینا مشکل ہو، وہاں بچے انفرادی مشکلات کا حل نہ ملنے کی وجہ سے کمزور رہ جاتے ہیں اور ان کی ایسی کمزوریاں جماعتی تدریس کی مدد سے دور نہیں ہو سکتیں۔
- بعض بچوں کو خصوصی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ دوسرے بچوں سے مختلف قسم کی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ فطین ہیں یا کند ذہن یا ان میں سے کچھ جسمانی نقائص میں مبتلا ہیں۔ ایسے تمام بچے خصوصی تعلیم کے محتاج ہوتے ہیں۔ بچوں کی انفرادی خصوصیات کو مدِ نظر رکھ کر ان کو مختلف نوعیت کے مضامین کا انتخاب کرنے میں مدد دینی چاہیے۔ ایسے بچوں کی

آئندہ زندگی کے لیے موزوں پیشے کے انتخاب میں بھی مدد کرنی چاہیے تاکہ وہ آئندہ زندگی میں خود بھی کامیاب ہوں اور ملک وقوم بھی ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

- بچوں کے انفرادی اختلافات کے مطابق ان کی بہتر تعلیم کے لیے ضروری ہے کہ ان کو موزوں طریقہ ہائے تدریس سے تعلیم دی جائے تاکہ ان کی انفرادی صلاحیتوں کو بھرپور نشوونما کا موقع ملے۔

اہم نکات

1۔ انسانی نشوونما سے مراد وہ تمام تغیرات اور تبدیلیاں ہیں جو کسی فرد میں زندگی کے آغاز سے لے کر انجام تک رونما ہوتی ہیں۔

2۔ بچے کی نشوونما میں دو عوامل توارث اور ماحول اس کی شخصیت کے تعین میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

3- ماہرین نفسیات نے بچے کی نشوونما اور بالیدگی کے تین توارثی اصول وضع کیے ہیں:
اصول مشابہت، اصول غیر مشابہت، اصول مراجعت۔

4- انفرادی اختلافات کی نوعیت: موروثی یا پیدائشی اختلافات، ماحولیاتی اختلافات۔

5- انفرادی اختلافات کو بہت سی اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: جسمانی اختلافات، ذہنی اختلافات، جذباتی اختلافات، معاشی اور معاشرتی اختلافات۔

آزمائشی مشق

معروضی حصہ

1- ہر بیان کے ساتھ دیئے گئے جوابات میں سے موزوں ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- اعضا کی کارکردگی اور ان کے باہمی ربط میں تبدیلی کے عمل کو کیا کہتے ہیں؟
(الف) نشوونما (ب) بالیدگی (ج) ماحول (د) توارث

ii- توارث سے مراد وہ تمام صفات ہیں جو بچہ پیدائشی طور پر کہاں سے حاصل کرتا ہے۔
(الف) اپنے ماحول سے (ب) اپنے آباؤ اجداد سے (ج) بیضہ سے (د) سپرم سے

iii- ایک انسان کے تخمی خلیہ میں کتنے جوڑے ہوتے ہیں؟
(الف) 23 (ب) 25 (ج) 20 (د) 21

iv- ماں کے پیٹ میں بچے پر کون سے اثرات ہوتے ہیں؟
(الف) داخلی طور پر (ب) خارجی طور پر (ج) داخلی و خارجی دونوں طور پر (د) نسل در نسل

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

i- نشوونما اور بالیدگی کے توارثی اصولوں کی فہرست مرتب کریں؟

ii- بچوں میں کس قسم کے انفرادی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ نام لکھیں؟

iii- ذہانت کے اعتبار سے بچوں کی درجہ بندی کا جدول تیار کریں۔

vi- بچوں میں پائے جانے والے کم از کم پانچ جسمانی اور پانچ تعلیمی اختلافات کی فہرست تیار کریں۔

3- کالم (ا) اور کالم (ب) کا تقابلی موازنہ کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (ا)	کالم (ب)	کالم (ج)
1- وہ تغیرات اور تبدیلیاں جو کسی فرد کی زندگی کے آغاز سے انجام تک رونما ہوتی رہتی ہیں۔	1- توارثی اختلافات	
2- وہ تبدیلیاں جو کام کرنے کی صلاحیت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔	2- انفرادی اختلافات	
3- انسانی جسم یا اس کے کسی بھی حصے میں ہونے والی مقداری تبدیلیاں	3- توارث اور ماحول	
4- بچے کی نشوونما کا توارثی اصول	4- اصول مراجعت	
5- نشوونما میں کارفرما عوامل	5- نشوونما	
6- صلاحیتوں اور قابلیتوں کا فرق	6- نمو	
7- قدوقامت کے اختلافات	7- بالیدگی	
	8- ماحولی اختلافات	

4- جملوں کو مناسب ترین الفاظ سے مکمل کریں۔

i- جسم میں مقداری اضافے کو .... کہتے ہیں۔

ii- افعال و وظائف کی بنا پر جسم میں ہونے والی تبدیلی .... کہلاتی ہے۔

iii- لڑکے اور لڑکیوں میں نشوونما کی رفتار .... ہوتی ہے۔

iv- نشوونما ایک .... عمل ہے۔

v- بچے کی نشوونما میں توارث اور .... کا ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔

vi- بچوں کی تعلیم کے عمل میں .... بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

vii- انفرادی اختلافات بچوں کی .... اور قابلیتوں میں پائے جانے والے فرق کا نام ہے۔

viii- تعلیم کے دوران بچوں کی .... خواہشات کو مدِ نظر رکھا جائے۔

ix- موروثی اختلافات میں جسمانی، .... اور جذباتی اختلافات شامل ہیں۔

x- کند ذہن بچوں کا مقیاس ذہانت .... تک ہوتا ہے۔

حصہ انشائیہ

5۔ نشوونما اور بالیدگی کے تصورات کی تعریف بیان کریں اور ان کے باہمی فرق کی وضاحت مثالوں سے کریں۔

6۔ نشوونما کے اہم اصول بیان کریں نیز واضح کریں کہ ایک معلم کے لیے ان اُصولوں کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

7- ماہرین نفسیات نے توارثی خصوصیات متعین کرنے کے لیےکون سے اصول وضع کیے ہیں؟تفصیل سے بیان کریں۔

8- بچے کی نشوونما کے لیےتوارث اور ماحول میں ہم آہنگی کیوں ضروری ہے؟ عام زندگی کی مثالوں سے واضح کریں۔

9- انفرادی اختلافات سے کیا مراد ہے؟ بچوں میں رجحانات اور صلاحیتوں کے اختلافات کے پیشِ نظر والدین اور اساتذہ کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے۔

10- انفرادی اختلافات کا جاننا معلم کے لیے کیوں ضروری ہے؟تفصیل سے بیان کریں۔

11- انفرادی اختلافات کاعلم نصاب اور طریقۂ تدریس کے انتخاب میں ماہرینِ تعلیم کی کس طرح معاونت کرسکتا ہے؟ وضاحت کریں۔